امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

اور

علمِ حدیث

مصنف

انجینئر محمد فضل اللہ صابری چشتی

ناشر

فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن

523/7، وحید کتب مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

Mobile: 09867934085 / Email: zubairqadri@in.com

Website: www.falaah.co.uk

کتاب کا نام	:	امام اعظم ابو حنیفہ اور علمِ حدیث
مصنف	:	انجینئر محمد فضل اللہ صابری چشتی
کمپوزنگ	:	محمد زبیر قادری (09867934085)
اشاعت اوّل	:	محرم الحرام ۱۴۳۴ھ/ دسمبر ۲۰۱۲ء
اشاعت دوم	:	ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء
تعداد	:	۲۲۰۰
صفحات	:	۲۴
قیمت	:	۲۰/روپے

ملنے کے پتے

☆ کتب خانہ امجدیہ، ۴۲۵ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

☆ ناز بکڈ پو، بھنڈی بازار، ممبئی ۔۳

☆ مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں، مہاراشٹر (موبائل 9325028586)

☆ مدنی بُک اسٹال، قادریہ مسجد کمپلیس، بنکا پور چوک، ہبلی، دھارواڑ، کرناٹک

☆ قادری ہاؤس، بلڈنگ نمبر 2، 2/3، لکشمی کالونی، آرسی مارگ، چیمبور، ممبئی 74

موبائل: 9769582684

Name of the Book	:	Imam e Aazam aur Ilme Hadis
Author	:	Engr. Muhammad Fazlullah Sabri Chisti
Publisher	:	Falaah Research Foundation 523/7, Waheed Kutub Market, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-110006

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمدللہِ ربّ العالمین۔ الصلوٰۃ والسلام علیك یا سید المرسلین۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد آیتوں میں سچ بولنے اور سچوں کا ساتھ دینے کا حکم فرمایا ہے۔ چودہ سو سال سے اُمت مسلمہ کے ہر دور میں حاسدین اور شر پسندوں نے علمائے حق پر نکتہ چینی اور اعتراضات کیے اور ان علمائے حق یعنی اہلِ سنّت و جماعت کے شاگردوں نے ان اعتراضات کا مدلل اور مفصل جواب بھی دیا ہے۔ عوام الناس نے ہمیشہ ان علمائے اہلِ سنّت کا ساتھ دے کر سچوں کے ساتھ ہونے کا حق ادا کیا۔ آج چودھویں صدی ہجری میں شر پسندوں کا ایک گروہ پیدا ہو گیا ہے جو اس اُمت کے ایک بہت بڑے اسکالر اور ولی، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کرتا ہے کہ وہ علمِ حدیث میں ضعیف تھے اور اپنے قیاس سے شریعت کے مسائل اخذ کیا کرتے تھے۔ بعض ایسے بھی افراد دیکھنے کو ملتے ہیں جو بنیادی اسلامی عقائد سے تو ناواقف ہیں پھر بھی اُمت کے اس جلیل القدر عالمِ دین پر اعتراض کرتے ہیں اور ان کے فقہ کو قرآن وسنّت کا مخالف بتاتے ہیں۔ اس کتابچے میں ہم نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ حدیث میں دسترس مختصر لفظوں میں واضح کی ہے تا کہ اس کے مطالعے سے عام قارئین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمی فوقیت کو تسلیم کریں اور نام نہاد اہلِ حدیث/سلفی حضرات کی گمراہیوں سے بچیں اور اپنے دین کی حفاظت کریں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد فضل اللہ صابری چشتی

بروز پیر ۱۱۔محرم الحرام ۱۴۳۴ھ/ ۲۶ر نومبر ۲۰۱۲ء

حضرت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کوفہ شہر (موجودہ عراق) میں ۸۰ھ ہجری میں ہوئی۔[1] وہ ''امام اعظم''[2] اور اپنی کنّیت ''ابو حنیفہ'' کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ فارسی النسل ہیں اور آپ کی پیدائش ایک تاجر گھرانے میں ہوئی۔[3] امام اعظم کے والد حضرت ثابت کی ملاقات بچپن ہی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور یہ بات مشہور ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اسی دعا کا نتیجہ ہیں۔[4]

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ چار مجتہد اماموں میں اوّل ہیں اور صرف انہیں ہی ان چاروں میں تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ انہوں نے صحابہ کرام میں انس بن مالک[5]، عبداللہ بن الحارث ابن ذوالجاویہ، جابر بن عبداللہ، معقل ابن یاسر، واثلہ ابن اسقع، عائشہ بنت عجرد اور عبداللہ ابن انیس[6] رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ملاقات کی۔ واضح رہے کہ تابعی کا شرف حاصل کرنے کے لیے ایک مسلمان کا کسی صحابی سے ملاقات ہی کافی ہے۔ ان کی صحبت اختیار کرنا، یا ان سے حدیث روایت کرنا ضروری نہیں[7] کچھ علما کے مطابق امام

---

[1] امام ذھبی: سیر اعلام النبلاء، ج٦، ص ۳۹۱، مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء
{الامام، فقیه الملة، عالم العراق أبو حنیفة النعمان بن ثابت بن زوطی التیمی، الکوفی، مولی بنی تیم الله بن ثعلبة یقال: انه من ابناء الفرس. ولد سنة ثمانین فی حیاة صغار الصحابة}

[2] امام ذھبی: تذکرۃالحفاظ، ج ۱، ص ٦٨. دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵٦ء
{الامام الأعظم فقیه العراق}

[3] امام ابن حجر: تھذیب التھذیب، ج۴، ص ۲۲۹، مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۵ء

[4] امام ذھبی: سیر اعلام النبلاء، ج٦، ص ۳۹۵. مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹٦ء

[5] امام ذھبی: سیر اعلام النبلاء، ج٦، ص ۳۹۱. مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۷ھ ۱۹۹٦ء

[6] یہ امام ابن حجر عسقلانی کا قول ہے جس کو امام سیوطی نے نقل کیا ہے۔ امام سیوطی، تبیض الصحیفة، ص ۳۴، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء

[7] امام ابن حجر: نزھة النظر، ص ۱۴۳، المکتب الوطنی، ریاض، ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء

صاحب نے سات صحابہ کرام سے احادیث روایت کیں۔[۸] اور بعض کے نزدیک یہ تعداد اٹھارہ (۱۸) ہے۔[۹]

امام اعظم رحمہ اللہ فقہ کے ان چار اماموں میں سے ایک ہیں جن کے مذہب کی آج کثیر تعداد میں پیروی کی جاتی ہے۔[۱۰] سب سے پہلے انھوں نے ہی فقہ کی تدوین کی اور ایک منظّم طریقے سے مختلف شعبوں میں بانٹ کر اس کے فروغ اور تبلیغ کا کام شروع کیا۔[۱۱]

یہ بات صحیح سند سے ثابت ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس روئے زمین کے تمام لوگوں میں سب سے بہترین فقیہ تھے۔[۱۲] سفیان ثوری رحمہ اللہ کے بھائی کے انتقال پر جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ان کے گھر تعزیت کے لیے تشریف لائے، تب سفیان ثوری رحمہ اللہ نے ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو کر فرمایا: ''اس شخص کا علم میں اعلیٰ مقام ہے۔ اگر میں ان کے علم کے لیے کھڑا نہ ہوتا تو ان کی عمر کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوتا۔ اور اگر عمر نہ ہوتی تو ان کے تقوے کے لیے کھڑا ہوتا۔ اور اگر تقویٰ نہ ہوتا، پھر ان کی فقاہت کے لیے کھڑا ہوتا۔''[۱۳]

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ابوحنیفہ رحمہ اللہ فقہ میں سب سے بہتر

---

[۸] حافظ ابن کثیر: البدایہ والنهایة، ج۱۳، ص ۴۱۶، دارعالم الکتب، ریاض، ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء

[۹] امام الهیتمی: الخیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفة النعمان، ص۲۵، مصر ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء

[۱۰] حافظ ابن کثیر: البدایه والنهایة، ج۱۳، ص ۴۱۶، دارعالم الکتب، ریاض، ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء

[۱۱] امام الهیتمی: الخیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفة النعمان، ص۲۵، مصر ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء

[۱۲] امام الخطیب البغدادی: تاریخ بغداد، ج۱۵، ص ۴۷۱، دارالغرب الاسلامی، بیروت ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء
{من عند أبی حنیفة فیقول لقد جئت من عند أفقه أهل الأرض}

[۱۳] ایضاً: ج۱۵، ص۴۶۷-۴۶۸

{وما أنكرت من ذاك هذا رجل من العلم بمكان فان لم أقم لعلمه قمت لسنه وان لم اقم لسنة قمت لفقهه وان لم أقم لفقه قمت لورعه فاحجمنی فلم یكن عندی جواب}

ہیں۔ میں نے فقہ میں ان جیسا کسی کو نہ دیکھا۔‘‘ [14]

فقہ میں ان کے مقام و مرتبے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ امام شافعی ؒ نے فرمایا: ’’لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔ میں نے فقہ میں ابوحنیفہ سے بہتر کسی کو نہ پایا۔‘‘ [15] ایک دوسرے قول میں امام شافعی ؒ نے فرمایا: ’’لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے عیال (اولاد) ہیں۔‘‘

امام شافعی ؒ کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد امام ذہبی ؒ فرماتے ہیں: ’’فقہ اور اس کی تفصیلات میں قیادت ان (یعنی امام ابوحنیفہ) کی ہے، اور اس میں کوئی دو رائے نہیں۔‘‘ [16]

امام اعمش ؒ کا فنِ حدیث میں ایک اعلیٰ مقام ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے اُن سے چند سوال کیے۔ انھوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے پوچھا: ’’آپ اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں؟‘‘ آپ نے سب کا جواب دیا۔ انھوں نے کہا یہ جوابات آپ کو کہاں سے معلوم ہوئے؟ فرمایا ان احادیث سے جن کو میں نے آپ سے روایت کی اور چند حدیثیں آپ نے سند کے ساتھ سنائیں۔ امام اعمش ؒ نے فرمایا آپ کو کافی ہے وہ حدیثیں جو میں نے سو دن میں روایت کی، آپ نے مجھ سے ایک ساعت میں روایت کر دیں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم ان احادیث پر عمل کرو گے۔ اے گروہِ فقہا تم لوگ اطبّا ہو اور ہم لوگ عطّار ہیں۔‘‘ [17]

---

[14] ایضاً: ج۱۵، ص ۴۶۹

{وأما أفقه الناس فأبو حنيفة ثم قال ما رأيت فى الفقه مثله}

[15] ایضاً: ج۱۵، ص ۴۷۴

{الشافعي يقول الناس عيال على أبى حنيفة فى الفقه الشافعي يقول ما رأيت أحدا أفقه من أبى حنيفة}

[16] امام ذہبی: سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص ۴۰۳. مؤسسة الرسالة ،بيروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء

{وقال الشافعي : الناس فى الفقه عيال على أبى حنيفة . قلت : الأمامة فى الفقه ودقائقه مسلمة الى هذا الامام . وهذا أمر لا شك فيه}

[17] امام ابن حبان: الثقات ، ج۸، ص۴۶۷، دائرة المعارف، الهند ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء

{قال : الأعمش أنتم يا معشر الفقهاء الأطباء ونحن الصيادلة}

ایک دوسری روایت میں امام اعمش رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اور اے ابوحنیفہ تم دونوں طرف کو لیے ہوئے ہو یعنی طبیب و عطّار، فقیہ و محدث دونوں ہو۔“[18]

امام اعمش رحمہ اللہ کی روایت کا اشارہ اس طرف تھا کہ جس طرح عطّار صرف دواؤں کو بیچتا ہے اور اسے بیماریوں کا علم نہیں ہوتا، جبکہ اطبّا کو بیماریوں کے علم کے ساتھ ساتھ مرض کے لیے استعمال کی جانے والی دواؤں کا بھی علم ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح بعض محدّثین صرف حدیثوں کو روایت کرتے ہیں لیکن فقہا اُن احادیث سے مسائل استنباط کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

مجتہد کے مقام پر فائز ہونے کے لیے علمِ حدیث میں ماہر ہونا ایک شرط ہے۔ ایک فقیہ کے علم کی وسعت کا اندازہ اس روایت سے لگایا جا سکتا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے شاگرد عبیداللہ ابن منادی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ایک لاکھ حدیثیں جسے یاد ہوں کیا وہ فقیہہ ہے؟ فرمایا نہیں۔ کیا دو لاکھ؟ فرمایا نہیں۔ کیا تین لاکھ؟ فرمایا نہیں۔ کیا چار لاکھ؟ تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر (ہاں کا) اشارہ کیا۔[19]

ایک فقیہ کی محدّث پر فضیلت کا ذکر سُنن ابوداؤد کی حدیث میں بھی وارد ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو خوش و خرم رکھے، جس نے مجھ سے کوئی بات سُنی اور اُس نے یاد رکھا۔ یہاں تک کہ وہ دوسروں تک پہنچائے۔ کئی ایک فقہ جاننے والے ایسے ہیں جو اپنے سے زیادہ

---

[18] امام الهيتمی: الخيرات الحسان فی مناقب ابی حنيفة النعمان، ص ۶۹، مصر ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء
{وأنت أيها الرجل أخذت بكلاالطرفين}

[19] شيخ ابن القيوم: اعلام المؤقعين، ج۶، ص ۱۱۵، دار ابن الجوزية، السعودية العربية، ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء
{رواية محمد بن عبيد الله بن المنادی وقد سمع رجلا يسالا اذا حفظ الرجل مائة الف حديث يكون فقيها قال لا قال فمائتی ألف قال لا قال فثلاثمائة الف قال لا قال فأربعمائة الف قال بيده هكذا وحركها.}

فقہ جاننے والوں کو بتائیں گے اور کئی فقہ کے عامل ایسے ہوں گے جو حقیقت میں فقیہہ نہیں ہوں گے۔"[۲۰]

اس سے واضح ہوا کہ بعض لوگ حدیث روایت تو کرتے ہیں لیکن اس سے فقہی احکام اخذ کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ امام ابوحنیفہ ؒ مجتہد مطلق کے مقام پر فائز تھے۔ وہ نصِ قطعی سے لسانی اور قانونی احکامات اخذ کرنے میں قابلیت رکھتے تھے۔ انھوں نے نہ صرف سیکڑوں احادیث یاد کیں بلکہ اُن احادیث سے فقہی مسائل بھی استنباط کیے۔ امام اعمش ؒ کی رائے دوہراتے ہوئے فنِ حدیث کے ایک اور ماہر امام ترمذی ؒ تحریر فرماتے ہیں: "فقہا خوب جانتے ہیں حدیث کے معنی کو۔"[۲۱] چونکہ امام ابوحنیفہ ؒ ایک مجتہد مطلق تھے۔ اس لیے اُن کے علمِ حدیث پر کوئی سوال نہیں اُٹھتا کیوں کہ حدیث کی مہارت مجتہد مطلق ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط ہے۔

حضرت امام اعظم ؒ کی پیدائش کے وقت کوفہ شہر علم کے مرکز کی حیثیت سے معروف تھا۔ بہت سے صحابہ کرام کوفہ شہر میں اقامت گزیں ہوئے۔ مشہور تابعی حضرت قتادہ بن دعامہ ؒ (م ۱۱۷ھ/ ۷۳۵ء) فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ایک ہزار پچاس (۱۰۵۰) صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کوفہ میں مقیم ہوئے، جن میں سے چوبیس (۲۴) بدری صحابہ تھے۔[۲۲] ان صحابۂ کرام سے جو احادیث روایت ہوئیں وہ کوفہ

---

[۲۰] امام ابو داؤد: سُنن، ج۴، ص۴۶، باب کتاب العلم، حدیث ۳۶۶۰، دار ابن حزم، بیروت ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء

{نضر الله امرأ سمع منا حديثا فحفظه حتى يبلغه فرب حامل فقه الى من هو أفقه منه ورب حامل فقه ليس بفقيه}

[۲۱] امام ترمذی: جامع الترمذی، ج۳، ص۳۰۷، باب کتاب الجنائز، حدیث ۹۹۰، مصطفی الباب الحلبی، مصر ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء {قال الفقهاء وهم أعلم بمعانی الحديث}

[۲۲] امام سخاوی: فتح المغیث بشرح الفقیہ الحدیث للعراقی، ج۴، ص۱۱۱، مکتبۃ السنۃ، مصر ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء

{وقال قتادة: نزل الكوفة من الصحابة ألف وخمسون؛ منهم أربعة وعشرون بدريون}

شہر میں مختلف اساتذہ کے ذریعے امام ابوحنیفہ ؒ تک پہنچیں۔ یہ بات قابلِ قبول نہیں ہے کہ حدیث کے مرکز میں پیدا ہونے کے باوجود امام ابوحنیفہ ؒ کو حدیث کا علم نہ ہو۔ معتبر علمائے کرام نے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ نے اپنے علمِ حدیث میں اضافے کے لیے دور و نزدیک کے بہت سفر کیے۔ امام ذہبی ؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ''امام ابوحنیفہ نے حدیث کی تلاش میں ۱۰۰ھ کے بعد بہت سے اسفار کیے۔''[۲۳]

امام سمعانی ؒ (م ۵۶۲ھ/ ۱۱۶۶ء) فنِ حدیث اور تاریخ میں ایک سَند کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''جب امام ابوحنیفہ حصولِ علم میں مشغول ہوئے تو اس گہرائی کو جا پہنچے جہاں تک دوسرے نہ پہنچ پائے۔''[۲۴] امام ابوالمؤید الموفق بن احمد بن محمد المکی الخوارزمی ؒ (م ۵۶۸ھ/۱۱۷۲ء) نقل فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ ؒ نے چار ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا۔ جن میں سے انہوں نے دوسو چھیالیس (۲۴۶) شیوخ کے اسما درج کیے ہیں۔[۲۵] ان میں سے ایک استاذ کا نام امام شعبی ؒ (م ۱۰۴ھ/۷۲۲ء) ہے، جنہوں نے پانچ سو (۵۰۰) صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ملاقات کی[۲۶] اور ایک سو پچاس (۱۵۰) صحابۂ کرام سے احادیث روایت کیں۔[۲۷] وہ امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے کبائر شیوخ میں سے ایک تھے۔[۲۸] اب اندازہ لگائیے جب امام ابوحنیفہ ؒ کے

---

[۲۳] امام ذہبی: سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص ۳۹۶. مؤسسة الرسالة ،بیروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء
{الامام أبا حنيفة طلب الحديث وأكثر منه فى سنة مائة وبعدها}

[۲۴] امام السمعانی: کتاب الانساب، ج۶، ص۶۷. مکتبة ابن تیمیة، قاهره ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء
{واشتغل بطلب العلم وبالغ فيه حتى حصل له ما لم يحصل لغيره}

[۲۵] امام الخوارزمی: مناقب الامام الاعظم، ج ۱، ص۶۷تا ۸۸، دائرة المعارف، الهند ۱۳۲۱ھ/ ۱۸۹۴ء

[۲۶] امام ذہبی: تذکرة الحفاظ، ج ۱، ص ۸۱. دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۶ء
{شعبة عن منصور بن عبد الرحمن عن الشعبى قال: أدركت خمسمائة من أصحاب النبى صلى الله عليه و آله وسلم}

[۲۷] امام ذہبی: تذکرة الحفاظ، ج ۱، ص ۷۹. دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۶ء
{رَوَى عن : خمسين ومائة من أصحاب رسول اللّٰه صلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَسَلَّمَ}

[۲۸] امام ذہبی: تذکرة الحفاظ، ج ۱، ص ۷۹. دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ھ /۱۹۵۶ء
{وهو اكبر شيخ لأبى حنيفة}

ایک استاذ کی علمی وسعت کا یہ مقام ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے تمام شیوخ سے کتنی احادیث سماعت کی ہوں گی!

امام یعقوب الحارثی رحمہ اللہ (م ۳۴۰ھ/۹۵۲ء) روایت کرتے ہیں کہ یحییٰ بن نصر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "مَیں امام ابوحنیفہ کے یہاں ایسے کمرے میں داخل ہوا، جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ مَیں نے اُن کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا یہ سب کتابیں حدیث کی ہیں۔ اور مَیں نے ان سے تھوڑی سی حدیثیں بیان کی ہیں، جن سے نفع اُٹھایا جائے۔[۲۹]

عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ جو کہ حدیث کے فن میں امام کا درجہ رکھتے ہیں انھوں نے بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔[۳۰] یہ بات صحیح سَند سے ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا "اگر کسی کو اپنی رائے کے مطابق فتویٰ دینے کا اختیار ہے تو وہ بلاشبہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔[۳۱]

عبدالرحمٰن خلّاد الرامہرمزی رحمہ اللہ (م ۳۶۰ھ/ ۹۷۰ء) اپنی کتاب "المحدث الفاصل بین الراوی والواعی" جو فنِ حدیث میں لکھی گئی کتابوں میں سے اوّل ترین کتاب ہے، میں فرماتے ہیں "امام شعبہ اور امام سفیان ثوری کے درمیان جب کسی حدیث کے بارے میں اختلاف ہوتا تو دونوں کہا کرتے کہ ہم دونوں کو مسعر (ابن

---

[۲۹] امام یعقوب الحارثی: مسند أبی حنیفة، ص ۲۷۶، روایت ۸۰۵، دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء

{حدیث مرفوع: كَتَبَ اِلَيَّ صَالِحُ بْنُ أَبِي رُمَيْحٍ ,أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍ وَالْوَرَّاقُ، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ نِزَارٍ ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ نَصْرِ بْنِ حَاجِبٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ، فِيْ بَيْتٍ مَمْلُوءٍ كُتُبًا فَقُلْتُ: مَا هَذَا قَالَ: هَذِهِ أَحَادِيثُ كُلُّهَا , وَمَا حَدَّثْتُ بِهِ اِلا الْيَسِيرَ الَّذِيْ يُنْتَفَعُ بِهِ}

[۳۰] امام ابن ابی شیبہ: مصنف، ج۷، ص ۵۷۴، (حدیث ۱۲۵۳۲) اور ج ۱۴، ص ۳۴۲ (حدیث ۲۸۶۱۱) دار قرطبة، بیروت ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۷ء

[۳۱] امام الخطیب البغدادی: تاریخ بغداد، ج۱۵، ص ۴۷۱، دارالغرب الاسلامی، بیروت ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء

{عبد الرزاق یقول سمعت بن المبارک یقول ان کان احد ینبغی له ان یقول برایه فأبو حنیفة ینبغی له أن یقول برأیة أخبرلی}

کدام) کے پاس لے چلو، جوفنِ حدیث کے میزانِ علم ہیں۔"[۳۲]

امام شعبہ بن الحجاج ﷫ (م ۱۶۰ھ/ ۷۷۷ء) اور امام سفیان ثوری ﷫ (م ۱۶۱ھ/ ۷۷۸ء) دونوں ہی فنِ حدیث میں امام کا درجہ رکھتے ہیں۔ جب ان دونوں میں کسی حدیث کو لے کر اختلاف ہوتا تو ہو وہ معسر ابن کدام ﷫ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ اس واقعے سے امام معسر ابن کدام ﷫ کے بالا و اولیٰ مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی لیے صحاح ستّہ کے تمام مصنّفین نے ان سے حدیثیں روایت کی ہیں۔

اب آیئے معسر بن کدام ﷫ کی اُس روایت کی طرف توجہ فرمائیں جس سے امام ابوحنیفہ ﷫ کے فنِ حدیث میں بلند پایہ مقام کا اندازہ ہو۔ امام معسر ابن کدام ﷫ فرماتے ہیں: 'مَیں نے امام ابوحنیفہ کی رفاقت میں حدیث کی تحصیل کی تو وہ ہم پر غالب رہے، اور زہد و پرہیزگاری میں مصروف ہو گئے اور اس میں بھی فائق رہے۔ اور فقہ ان کے ساتھ شروع کی تو تم دیکھتے ہو کہ اس فن میں کمالات کے کیسے جوہر دکھائے۔"[۳۳]

امام شعبہ ﷫ فنِ جرح و تعدیل میں ایک سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امام ابنِ عبدالبر ﷫ اپنی سَند سے نقل فرماتے ہیں کہ "شعبہ بن حجاج، امام ابوحنیفہ کے بارے میں اچھی رائے رکھا کرتے تھے۔"[۳۴]

مسعر بن کدام ﷫ اور شعبہ ابن حجاج ﷫ کی اِن روایتوں سے یہ بات سورج کی

---

[۳۲] امام الرامهرمزی: المحدث الفاصل بین الراوی والواعی، ص۳۹۵، روایت ۴۰۲، دارالفکر، بیروت ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء

{حدثنا عبدالله بن أحمد الغزاء قال: سمعت ابراهیم بن سعید الجوهری یقول: كان شعبة وسفیان اذا اختلفا قالا: اذهبا بنا الی المیزان مسعر}

[۳۳] امام ذهبی: مناقب الامام أبی حنیفة وصاحبیه أبی یوسف و محمد بن الحسن، ص۴۳. جنة احیاء المعارف النعمانیة، الهند ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء

{أبو یحیی بن أبی مَیَسَرة: ثنا خَلَّاد بن یحیی قال: قال مِسْعَرُ بن كِدَام: طلبتُ مع أبی حنفیة الحدیثَ فغَلَبَنا، وأخذنا فی الزهد فَبَرع علینا، وطلبنا معه الفقه فجاء منه ما تَرَون}

[۳۴] امام ابن عبدالبر: الانتقاء فی فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء، ص۱۹۶، دار البشائر الاسلامیة، بیروت ۱۴۱۷ھ /۱۹۹۷ء

{شبابة بن سوار یقول كان شعبة حسن الرأی فی أبی حنیفة}

طرح روشن ہو جاتی ہے کہ امام ابوحنیفہ ﷫ نہ صرف حدیث کے فن میں امام تھے، بلکہ ایک ثِقہ راوی بھی تھے۔ وہ راوی جو مضبوط و معتبر ہو اور جس کی روایتیں قبولیت کا درجہ رکھتی ہیں، وہ ثِقہ کہلاتے ہیں۔

مکّی ابن ابراہیم ﷫ (م۲۱۴ھ/ ۸۲۹ء) فنِ حدیث میں امام کا درجہ رکھتے ہیں اور امام بخاری ﷫ کے کبائر شیوخ میں سے ایک ہیں۔ انھوں نے نہ صرف امام ابوحنیفہ ﷫ سے حدیثیں روایت کیں، بلکہ امام ابوحنیفہ ﷫ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ''وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔''[۳۵]

امام المزّی ﷫ تحریر فرماتے ہیں کہ صالح ابن محمد ﷫ فرماتے ہیں کہ مَیں نے یحیی ابن معین ﷫ (م۲۳۳ھ/ ۸۴۷ء) سے سنا کہ ''ابوحنیفہ حدیث میں ثِقہ تھے۔ وہ حدیث کو تب تک روایت نہ کرتے، جب تک کہ وہ اُن کے حافظے میں نہ ہو۔''[۳۶] امام ذہبی ﷫ تحریر فرماتے ہیں کہ ''صحابہ، تابعی، اوزاعی، ثوری، مالک اور ابوحنیفہ کے زمانے میں منطق اور فلسفہ کو علوم کے درجے میں شامل نہ کیا جاتا تھا۔ بلکہ اُن کے زمانے میں علومِ قرآن و حدیث کو ہی علم کے زمرے میں شمار کیا جاتا تھا۔''[۳۷]

اس سے واضح ہوا کہ مکّی بن ابراہیم ﷫ نے امام ابوحنیفہ ﷫ کو اپنے زمانے کا

---

[۳۵] امام الخطیب البغدادی: تاریخ بغداد، ج۱۵، ص۴۷۳، دارالغرب الاسلامی، بیروت ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء
{وقال النخعی حدثنا اسماعیل بن محمد الفارسی قال سمعت مکی بن أبراھیم ذکر أبا حنیفة فقال کان أعلم أھل زمانه}

[۳۶] امام المزی: تھذیب الکمال، ج۲۹، ص۴۲۴، مؤسسۃ الرسالة، بیروت ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء
{وقال صالح بن محمد الاسدی الحافظ: سمعتُ یحییٰ بن معین یقول: کان أبوحنیفة ثقة فی الحدیث}

[۳۷] امام ذھبی: تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۲۰۵. دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۶ء
{بعلم المنطق والجدل وحکمة الأوائل التی تسلب الایمان وتورث الشکوک والحیرۃ التی لم تکن واللہ من علم الصحابة ولا التابعین ولا من علم الأوزاعی والثوری ومالک وأبی حنیفة وابن أبی ذئب وشعبة ولا واللہ عرفھا ابن المبارک . ولا أبویوسف القائل من طلب الدین بالکلام تزندق ولا وکیع ولا ابن مھدی ولا ابن وھب ولا الشافعی ولا عفان ولا أبو عبید ولا ابن المدینی واحمد وأبو ثور والمزنی والبخاری والأثرم ومسلم والنسائی وابن خزیمة وابن سریج وابن المنذر وأمثالھم بل کانت علومھم القرآن والحدیث والفقه والنحو وشبه ذلک نعم}

سب سے بڑا عالم کہا، تو اُن کی مراد قرآن و حدیث ہی کا علم تھا۔

علی بن مدینی رحمہ اللہ (م۲۳۵ھ/ ۸۵۰ء) روایت فرماتے ہیں کہ ''(سفیان) الثوری، ابن مبارک، حمّاد بن زید، ہشیم وکیع بن جرّاح، عباد بن عوام اور جعفر بن عون نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیں۔ اور وہ ثِقہ ہیں۔''[۳۸]

ابن عبدالبر رحمہ اللہ (م۴۶۳ھ/ ۱۰۷۱ء) حدیث اور فقہ کے میدان کے سڑسٹھ (۶۷) کبائر علما کے نام تحریر فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ 'ان تمام نے امام ابوحنیفہ کی تعریف بلند اور اچھے الفاظ میں کی ہے۔''[۳۹]

امام ابوداؤد رحمہ اللہ (م۲۷۵ھ/ ۸۹۷ء) صاحبِ سُنن جوفنِ حدیث میں حجّت کا مرتبہ رکھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ مالک پر رحم فرمائے، وہ امام تھے۔ اللہ تعالیٰ شافعی پر رحم فرمائے، وہ امام تھے۔ اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ پر رحم فرمائے، وہ امام تھے۔''[۴۰]

غور فرمائیں امام ابوداؤد رحمہ اللہ جیسی عظیم شخصیت تو امام ابوحنیفہ کو اپنا ''امام'' مانتی ہے۔ لیکن آج کے کالج جانے والے نادان طلبا ان کو امام ماننا تو دور، ان کی شان میں بدکلامی کر کے اپنی آخرت برباد کرتے ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (م۷۴۸/ ۱۳۴۷ء) کا شمار اس اُمّت میں فنِ حدیث اور بالخصوص جرح وتعدیل میں اُن علما میں ہوتا ہے جو اپنے آپ میں ایک سَند کی حیثیت رکھتے تھے۔

---

۳۸ امام ابن عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۱۰۸۳، روایت ۲۱۱۲، دار ابن الجوزی، دمّام، سعودی عرب ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء

{وقال علی بن المدینی: 'أبوحنیفة روىٰ عنه الثوری وابن المبارک وحماد بن زید و هشیم ووکیع بن الجراح وعباد بن العوام و جعفر بن عون، وهو ثقة لا بأس به.}

۳۹ امام ابن عبدالبر: الانتقاء فی فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء، ص۱۹۳ تا ۲۲۹، دار البشائر الاسلامیة، بیروت ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء

۴۰ ایضاً: ص ۶

{سمعت أبا داؤد سلیمان بن الأشعث بن اسحاق السجستانی رحمه الله یقول: رَحِمَ الله مالکا کان اماماً، رحم الله الشافعی کان اماماً، رحم الله أبا حنیفة کان اماماً}.

امام ذہبی ؒ نے راویانِ حدیث کی قبولیت کے جو شرائط رکھے، وہ بڑے سخت ہیں۔ ان جیسے سخت نقّاد نے نہ صرف امام ابوحنیفہ ؒ کی تعریف کی ہے، بلکہ اُن کے مناقب پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔

امام ذہبی ؒ (تلمیذ شیخ ابن تیمیہ) نے امام ابوحنیفہ ؒ کا ذکر اپنی مشہور کتاب ''تذکرۃ الحفّاظ'' میں کیا ہے۔ اس کتاب کی ابتدا میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''یہ مستقیم السیرت حاملین حدیث و رجال کی توثیق و تضعیف نیز حدیث کی تصحیح و تضعیف میں جن کے اجتہاد و رائے کی جانب رجوع کیا جاتا ہے، کے اسما کا تذکرہ ہے۔''[41]

خارجہ بن زید ؒ کے متعلق امام ذہبی ؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ''ان کا فقہ میں بلند مقام تھا، لیکن قلیل الحدیث ہیں، اس لیے میں نے ان کا حفّاظ میں تذکرہ نہیں کیا۔''[42]

اسی طرح امام ذہبی ؒ نے اُن لوگوں کا بھی ذکر نہیں کیا، جو حافظِ حدیث تو تھے لیکن ثِقہ راوی نہ تھے۔ چنانچہ امام ذہبی ؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ''ہشام بن محمد الکلبی حافظِ حدیث تھے۔ لیکن متروک راوی ہیں، ثِقہ نہ تھے۔ اس لیے مَیں نے ان کا شمار حفّاظِ حدیث میں نہیں کیا ہے۔''[43]

ان دو مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام ذہبی ؒ نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفّاظ'' میں صرف ان راویوں کا ذکر کیا ہے جو نہ صرف حافظِ حدیث تھے بلکہ

---

[41] امام ذہبی: تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۱. دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۶ء

{ھذہ تذکرۃ باسماء معدلی حملۃ العلم النبوی ومن یرجع الی اجتھادھم فی التوثیق والتضعیف، والتصحیح والتزییف وباللہ اعتصم وعلیہ اعتمدوالیہ انیب}

[42] ایضاً: ج ۱، ص ۹۱

{خارجۃ بن زید بن ثابت الأنصاری المدنی أحد الفقھاء من کبار العلماء الا انہ قلیل الحدیث فلھذا لم أذکرہ فی الحفاظ رحمہ اللہ تعالٰی}

[43] ایضاً: ج ۱، ص ۳۴۳

{ھشام بن الکلبی الحافظ أحد المتروکین لیس بثقۃ فلھذا لم أدخلہ بین حفاظ الحدیث}

ثِقہ بھی تھے۔ اوراسی کتاب میں امام ذہبی ؒ، امام ابوحنیفہ ؒ کا ذکر ''الامام الاعظم'' کے الفاظ سے کرتے ہیں۔[۴۴] اور کئی صفحات میں امام ابوحنیفہ ؒ اور اُن کے اساتذہ کا ذکر بلند و بالا الفاظ سے کیا ہے۔ جبکہ حیرت یہ ہے کہ آج کے دَور میں کچھ ضدّی اور ہٹ دھرم لوگ امام ابوحنیفہ ؒ کو ''امام'' ماننے سے منکر ہیں، اُن کے نزدیک لفظ ''امام اعظم'' کا استعمال بھی اُن کے لیے ناجائز ہے۔ ان لوگوں کا یہ سارا اعتراض تیرہ سو سال کے تمام علمائے کرام پر اور بالخصوص امام ذہبی پر جاتا ہے۔

امام شافعی ؒ فرماتے ہیں کہ ''علم تین اشخاص کے گرد محیط ہے، مالک (ابن انس)، لیث (ابن سعد) اور (سفیان) ابن عینیہ۔''

امام شافعی ؒ کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد امام ذہبی ؒ فرماتے ہیں:
''مَیں کہتا ہوں کہ سات اور اشخاص ہیں جن کے گرد علم محیط ہے اور وہ ہیں الاوزاعی، الثوری، معمر، ابوحنیفہ، شعبہ، حمّاد اور حمّاد بن زید۔''[۴۵]

امام ذہبی ؒ روایت کرتے ہیں کہ وکیع ابن جرّاح اور یحیی القطان، امام ابوحنیفہ ؒ کے قول کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔[۴۶] امام ذہبی ؒ نے امام ابوحنیفہ ؒ کا شمار امام سعید ابن مسیّب، امام شعبی، امام نخعی، امام زہری، امام اوزاعی اور امام اعمش کے ساتھ اُمّت کے اُن علمائے کرام میں کیا ہے جو اپنے زمانے میں پیشوا

---

[۴۴] ایضاً: ج ۱، ص ۱۶۸
{أبو حنيفة الامام الأعظم فقيه العراق}

[۴۵] امام ذہبی: سیر اعلام النبلاء، ج ۸، ص ۹۴. مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء
{قَالَ الشَّافِعِيّ: العِلْمُ يَدُوْرُ عَلَى ثَلاثَةٍ: مَالِكٍ، وَاللَّيْثِ، وَابْنِ عُيَيْنَةَ. قُلْتُ: بَلْ وَعَلَى سَبْعَةٍ مَعَهُم، وَهُمُ: الْأَوْزَاعِيُّ، وَالثَّوْرِيُّ، وَمَعْمَرٌ، وَأَبُو حَنِيفَةَ، وَشُعْبَةُ، وَالحَمَّادَانِ}

[۴۶] امام ذہبی: تذکرة الحفاظ، ج ۱، ص ۳۰۷. دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۶ء
{قال يحيىٰ: ما رأيت أفضل منه يقوم الليل ويسرد الصوم ويفتى بقول أبى حنيفة وكان يحيى القطان يفتى بقول أبى حنيفة أيضا}

تھے۔[۴۷] واضح رہے کہ امام ذہبی نے امام ابوحنیفہ ؒ کا ذکر اُن ائمہ کرام کے ساتھ کیا ہے جو فنِ حدیث میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ امام ذہبی ؒ کے نزدیک امام ابوحنیفہ ؒ فقہ اور حدیث دونوں میں امامت کا درجہ رکھتے تھے۔

امام ذہبی ؒ رقم طراز ہیں کہ ''جب ۱۵۰ھ کے حدود میں اکثر اور عام تابعین ختم ہو گئے تو ناقدین رجال کی ایک جماعت نے توثیق وتضعیف کے باب میں کلام کیا۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ نے جابر جعفی پر جرح کرتے ہوئے فرمایا: جابر جعفی سے بڑا جھوٹا میں نے نہیں دیکھا۔''[۴۸]

جابر بن جعفی پر امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کی اس جرح کو امام ابن عدی ؒ اور امام ترمذی ؒ نے مقدّم رکھا۔[۴۹]

امام ترمذی ؒ اپنی سند سے روایت فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ ؒ نے فرمایا کہ ''میں نے جابر الجعفی سے بڑا کوئی کذّاب اور عطا بن ابی الرباح سے بہتر کسی کو نہ پایا۔''[۵۰]

امام ذہبی ؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ''امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ مَیں نے ربیعہ اور

---

[۴۷] امام ذہبی: سیر اعلام النبلاء، ج۹، ص۵۲۵. مؤسسة الرسالة ،بیروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء

[۴۸] امام ذہبی: ذکر من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل، ص۱۷۵ . دار البشائر الاسلامیة، بیروت ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء

{فلما كان عند انقراض عامّةِ التابعين فی حدود الخمسين ومئة، تكلّم طائفة من الجهابذة فی التوثيق والتضعيف. فقال أبو حنيفة: ما رأيتُ أكذب من جابر الجعفی}

[۴۹] امام ابن عدی: الكامل فی ضعفاء الرجال، ج۲، ص۱۱۳ ، دارالفکر، بیروت ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۸ء

[۵۰] امام ترمذی: جامع الترمذی، ج۵، ص ۷۴۱، کتاب العلل، مصطفیٰ الباب الحلبی، مصر ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

{حدثنا محمود بن غيلان حدثنا أبو يحيى الحمانی قال سمعت أبا حنيفة يقول ما رأيت أحدا أكذب من جابر الجعفی ولا أفضل من عطاء بن أبی رباح}

ابوزناد دونوں کو دیکھا اور ابوزناد کو بہتر فقیہہ پایا۔‘‘[۵۱]

امام ابوحنیفہ ؒ کی اس تعدیل کو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدّم رکھا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ فنِ جرح وتعدیل میں بھی امام تھے۔

واضح رہے کہ فنِ حدیث کے کسی امام نے اگر کسی راوی سے حدیث روایت نہ کی ہو تو وہ راوی ’’ضعیف‘‘ کے درجے میں خود بہ خود شامل نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر امام بخاری ؒ نے اپنی کتاب ’’صحیح البخاری‘‘ میں امام احمد بن حنبل ؒ سے صرف دو احادیث روایت کی ہیں، ان میں سے ایک ہی بالواسطہ ہے۔ اس سے یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ امام احمد بن حنبل ؒ حدیث میں ضعیف راوی کا درجہ رکھتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح امام بخاری ؒ نے امام شافعی ؒ سے صحیح بخاری میں ایک بھی حدیث نقل نہیں کی ہے۔ اس سے یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ امام شافعی ؒ حدیث میں ایک ضعیف راوی کا درجہ رکھتے ہیں۔ کسی راوی سے حدیث روایت نہ کرنے کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر امام بخاری ؒ کے دور میں ’’فتنۂ خلقِ قرآن‘‘ عروج پر تھا۔ امام بخاری ؒ کا اپنے شیخ امام ذُہلی ؒ سے اس موضوع پر کچھ لفظی اختلاف تھا۔ اس اختلاف کی بنا پر بعض لوگوں نے امام بخاری ؒ کے متعلق افواہ اُڑادی کہ وہ قرآن شریف کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں۔ جب امام ذُہلی نے ان افواہوں کو سُنا تو انہوں نے اپنے شاگرد امام بخاری ؒ سے نہ صرف قطع تعلق کرلیا بلکہ لوگوں کو امام بخاری ؒ کے درس کے حلقوں میں جانے سے منع فرمایا۔ اس بنا پر امام مسلم ؒ کے سوا باقی لوگوں نے امام بخاری ؒ کے حلقوں میں جانا بند کردیا۔

امام بخاری ؒ اس واقعے سے اس قدر دل برداشتہ ہوئے کہ نیشاپور شہر چھوڑ کر

---

[۵۱] امام ذہبی: تذکرة الحفاظ، ج ۱، ص ۱۳۵ . دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۶ء
{وقال أبو حنيفة رأيت ربيعة وأبا الزناد وأبو الزناد ?فقه الرجلين}

واپس اپنے وطن بخارا تشریف لے گئے۔[۵۲]

غور فرمائیے کہ جب تمام لوگوں نے امام بخاریؒ کے حلقوں میں جانا بند کر دیا، اُس وقت اُن کے شاگرد امام مسلمؒ نے اُن کا ساتھ نہ چھوڑا۔ لیکن اس قربت کے باوجود امام مسلمؒ نے اپنی ''صحیح مسلم'' میں امام بخاریؒ سے ایک بھی حدیث روایت نہیں کی ہے اور نہ ہی اُن کے استاذ امام ذُہلیؒ سے، جو امام مسلمؒ کے بھی استاذ ہیں۔ امام مسلمؒ نے افواہوں کی وجہ سے احتیاط برتتے ہوئے امام بخاریؒ اور امام ذہلیؒ سے حدیثیں روایت نہ کیں۔ اس واقعے سے یہ استدلال کرنا کہ امام بخاریؒ اور امام ذہلیؒ حدیث میں ضعیف تھے، ہرگز درست نہ ہوگا۔

ٹھیک اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کے دور میں ایمان کی تعریف کے متعلق علما میں چند اختلافات تھے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایمان تصدیق بالقلب اور اقرار باللّسان کا نام ہے۔ اور اعمال ایمان کا جُز نہ ہو کر ایمان کی روشنی کے بڑھنے اور گھٹنے کا سبب ہیں۔ دیگر علماے کرام کا یہ نظریہ تھا کہ اعمال ایمان کا حصّہ ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے بعض مخالفین اور حاسدین نے یہ افواہ اُڑا دی کہ امام ابوحنیفہؒ اعمال کو اسلام سے ہی خارج مانتے ہیں۔ اس اُصولی اختلاف اور افواہ کی بنا پر بعض محدثین نے احتیاط برتتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ سے براہِ راست حدیث روایت نہ کی۔ لیکن اس سے یہ استدلال کرنا کہ امام ابوحنیفہؒ ایک ضعیف راوی تھے، محض تعصّب کی دلالت کرتا ہے۔

اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ ابنِ تیمیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''امام ابوحنیفہ کے علمی مقام میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بعد کے لوگوں نے اُن کی طرف بہت سی جھوٹی باتیں گھڑ دیں، جو سراسر غلط ہیں۔ ان سب کا مقصد امام ابوحنیفہ کی شخصیت کو

---

[۵۲] امام ذهبی: سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۴۵۸. مؤسسة الرسالة ،بیروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء

مجروح کرنا تھا۔"[۵۳]

امام محمد ابن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۹ھ/ ۸۰۵ء) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور شاگردوں میں سے ایک ہیں، انھوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایتوں کو "کتاب الآثار" میں مرتب کیا۔ صحابہ کرام کے دور کے بعد یہ سب سے پہلے مرتب کی گئی کتاب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی روایت کے بڑے سخت قانون بنائے تھے۔ امام طحاوی (م ۳۲۱ھ/ ۹۳۳ء) نے اپنی سَند سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "کوئی شخص تب تک حدیث روایت نہ کرے، جب تک کہ اس نے سننے کے دن سے روایت کے دن تک بخوبی یاد رکھا ہو۔"[۵۴]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ "امام ابوحنیفہ صرف اُن حدیثوں کو روایت کرتے جن کے وہ خود حافظ ہوتے۔"[۵۵]

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "امام مالک اور امام ابوحنیفہ کی یہ رائے ہے کہ کوئی حدیث تب تک قابلِ حجّت نہیں ہوسکتی، جب تک کہ راوی اپنے حافظے سے اس کو روایت نہ کرے۔ اور یہ ایک بڑا ہی سخت اور شدید نظریہ ہے۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر حاشیہ لکھتے ہوئے امام سیوطی تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ نظریہ بڑا ہی سخت اور شدّت والا ہے اور علما نے اس کے برعکس عمل کیا ہے۔ کیوں کہ

---

[۵۳] شیخ ابن تیمیہ: منهاج السنة النبوية، ج۲، ص۶۱۹. مؤسسة القرطبة، قاهره، مصر ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء
{كما أن أبا حنيفة – وأن كان الناس خالفوه فى أشياء وأنكروها عليه – فلا يستريب أحد فى فقهه وفهمه وعلمه. وقد نقلوا عنه أشياء يقصدون بها الشناعة عليه، وهى كذب عليه قطعاً}

[۵۴] ملّا علی القاری: شرح مسند ابی حنیفة، ص۷، دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۴۰۵ھ /۱۹۸۵ء
{قال الطحاوى حدثنا سليمان بن شعيب حدثنا أبى قال أملا علينا أبو يوسف قال قال أبو حنيفة لا ينبغى للرجل أن يحدث من الحديث الا بما حفظه من يوم سمعه الى يوم يحدث به}

[۵۵] امام ذهبی: سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص۳۹۵. مؤسسة الرسالة ،بیروت ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء
{قَالَ مُحَمَّدُ بنُ سَعْدٍ العَوْفِيُّ: سَمِعْتُ يَحْيىٰ بنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ كَانَ أَبُو حَنِيْفَةَ ثِقَةً، لاَ يُحَدِّثُ بِالحَدِيْثِ اِلَّا بِمَا يَحْفَظُ، وَلاَ يُحَدِّثُ بِمَا لاَ يَحْفَظُ}

اس شرط کے مطابق راوی کا ملنا بہت ہی مشکل ہے۔ اور صحیحین کے چند ایک راویوں کو چھوڑ کر کوئی بھی اس شرط پر کھرا نہیں اُترتا۔''[۵۶]

ان وجوہات سے امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کی قلتِ روایت کا سبب معلوم ہوتا ہے۔

علمِ حدیث میں راوی اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان جو اسناد پائی جاتی ہیں وہ جتنی کم ہوں، اس سَند کا مرتبہ اتنا بالاتر ہوتا ہے۔ امام بخاری ؒ (م ۲۵۶ھ/ ۸۷۰ء) کی صحیح بخاری میں ایسی بائیس (۲۲) حدیثیں پائی جاتی ہیں جن کی اسناد میں امام بخاری ؒ اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان صرف تین راوی ہیں۔ اس طرح کی تین راویوں والی اسناد کو ''ثُلاثِیات' کہتے ہیں۔ یہ بائیس حدیثیں امام بخاری ؒ کی سب سے بالا مرتبے کی احادیث ہیں۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ ان بائیس میں سے بیس کے راوی امام ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد ہیں۔ اور ان بیس روایتوں میں سے گیارہ روایتیں مکّی بن ابراہیم ؒ نے روایت کی ہیں جو امام بخاری ؒ کے استاذ ہیں اور امام ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد۔ اس سے واضح ہوا کہ امام بخاری' امام ابوحنیفہ ؒ کے ''پوتے شاگرد'' ہوئے۔ دراصل امام بخاری ؒ کئی نسبتوں سے امام ابوحنیفہ ؒ کے ''پوتے شاگرد' ہوتے ہیں، لیکن یہاں پر ہم صرف ایک مثال دینے پر اکتفا کریں گے۔

امام بخاری ؒ روایت کرتے ہیں اپنے والد اسمٰعیل سے جو روایت کرتے ہیں ابن مبارک سے، جو روایت کرتے ہیں امام ابوحنیفہ سے۔ اس سند کی تفصیل اس طرح ہے:

---

[۵۶] امام سیوطی: تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج ۲، ص ۵۵، دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء

{فمن المشدّدین من قال: لا حجّة الا فیما رواهُ من حفظه وتذکره، روی عن مالک، وابی حنیفة، وأبی بکر الصیدلانی.}

{وهذا مذهب شدید، وقد استقر العمل علی خلافه، فلعل الرواة فی الصحیحین ممن یوصف بالحفظ لا یبلغون النصف}

امام ابن حجر عسقلانی ؒ تحریر فرماتے ہیں: "اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ الجعفی البخاری والد محترم صاحبِ صحیح (البخاری) انہوں نے حمّاد ابن زید اور عبداللہ ابن مبارک سے روایت کی۔"[۵۷]

امام بخاری ؒ نقل فرماتے ہیں: "ابن مبارک نے امام ابوحنیفہ سے روایت کی۔"[۵۸]

اس گفتگو سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ امام بخاری اپنے والد سے روایت کرتے اور وہ ابن مبارک سے، اور وہ امام ابوحنیفہ سے۔

امام ابن حجر عسقلانی ؒ تحریر فرماتے ہیں: "سب سے اعلیٰ درجے کے شیوخ جن سے امام بخاری نے روایت کی وہ تابعین کا طبقہ ہے، جن میں مکّی بن ابراہیم، ابو عاصم بن نبیل، عبیداللہ بن موسیٰ، ابوُنعیم اور خلّاد بن یحییٰ شامل ہیں۔"[۵۹]

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ امام بخاری ؒ کے یہ سب سے اعلیٰ درجے کے شیوخ میں خالد بن یحیی کے سوا سب کے سب امام ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد ہیں۔[۶۰]

فنِ حدیث میں امام ابوحنیفہ ؒ کے بالا و اولیٰ مقام کا مرتبہ اس حقیقت سے

---

۵۷ امام ابن حجر: تہذیب التھذیب، ج ۱، ص ۱۴۰، مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء
{اسماعیل بن ابراھیم بن المغیرة الجعفع البخاری والد الامام صاحب الصحیح روی عن حماد بن زید وابن المبارک}

۵۸ امام بخاری: تاریخ الکبیر، ج۴، ص ۸۱، حدیث ۲۲۵۳، دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء
{نعمان بن ثابت أبو حنیفة الکوفی مولی لبنی تیم الله بن ثعلبة روی عنه عباد بن العوام وابن المبارک وھشیم ووکیع ومسلم بن خالد وأبو معاویة والمقر}

۵۹ امام ابن حجر عسقلانی: فتح الباری، ج ۱، ص ۵۰۳، سلطان بن عبدالعزیز مطبعة، ریاض ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۱ء

۶۰ امام ذھبی: مناقب الامام أبی حنیفة وصاحبیه أبی یوسف و محمد بن الحسن، ص ۲۰. جنة احیاء المعارف النعمانیة، الھند ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء

لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے پندرہ (۱۵) ایسی حدیثیں روایت کی ہیں، جن کی سَند میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف ایک راوی ہے۔ اور وہ راوی کوئی اور نہیں بلکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں سے ہیں۔ ایسی اسناد جس میں راوی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف ایک فرد ہو، وہ ''وُحدان'' کہلاتی ہیں۔ فقہ کے چار مجتہد ائمہ میں صرف اور صرف امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے ''وُحدان'' احادیث روایت کی ہیں۔ اگر راوی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو افراد ہوں، تو یہ سَند ''ثُنائیات'' کہلاتی ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً پانچ سو (۵۰۰) ثُنائیات کی روایات کی ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی چند ایک ثُنائیات کی روایت کی ہے۔ اگر راوی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین افراد ہوں تو یہ سَند "ثُلاثیات" کہلاتی ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ایک ہزار (۱۰۰۰) ثُلاثیات کی روایت کی ہے۔ غور فرمائیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس صرف اور صرف بائیس (۲۲) ثُلاثیات ہیں جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہزار (۱۰۰۰) ثُلاثیات روایت کی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان ایک، دو اور تین افراد والی ان روایتوں کو امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ (م۱۸۲ھ/ ۷۹۸ء) کی ''کتاب الآثار''، امام محمد حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۸۹ھ/۸۰۵ء) کی ''کتاب الآثار''، امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (۵۶۸ھ /۱۱۷۲ء) کی ''مناقب امام اعظم'' اور ''جامع المسانید'' اور امام کُردری رحمۃ اللہ علیہ (م۸۲۷ھ /۱۴۲۴ء) کی ''مناقب امام اعظم'' میں دیکھا جاسکتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ایک برگزیدہ بندے اور ولی تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی دین سیکھنے، اس پر عمل کرنے اور سکھانے میں صرف کی۔ یحیٰ ابن معین فرماتے ہیں: ''مَیں نے یحیٰ القطان کو کہتے سنا کہ وہ امام ابوحنیفہ کی صحبت میں بیٹھا اور ان سے سماعت کی۔ واللہ جب مَیں ان کے چہرے کو دیکھتا تو مجھے اس بات کا علم ہوتا

کہ وہ خشیتِ الٰہی میں غرق رہتے تھے۔"[61]

علی بن مدینی روایت کرتے ہیں: "مَیں نے سفیان بن عینیہ سے سنا کہ ابوحنیفہ ایک معزز شخص تھے اور اپنی زندگی کی ابتدا سے ہی نمازوں کی کثرت کرتے تھے۔"[62]

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درجات دونوں جہاں میں بلند فرمائے اور ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل کرنے اور عام کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ نبی الکریم صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم۔

---

[61] امام الخطیب البغدادی: تاریخ بغداد، ج ۱۵، ص ۴۸۲، دار الغرب السلامی، بیروت ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء

{وورعه أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق حدثنا أحمد بن على بن عمر بن حبيش الرازى قال سمعت محمد بن أحمد بن عصام يقول سمعت محمد بن سعد العوفى يقول سمعت يحيىٰ بن معين يقول سمعت يحيى القطان يقول جالسنا والله أبا حنيفة وسمعنا منه وكنت والله اذا نظرت اليه عرفت فى وجهه أن يتقى الله عز و جل}

[62] ایضاً: ج ۱۵، ص ۴۸۳

{أخبرنا أبو نعيم الحافظ أخبرنا عبد الله بن جعفر بن فارس فيما أذن لى أن أرويه عنه قال حدثنا هارون بن سليمان حدثنا على بن المدينى قال سمعت سفيان بن عيينة يقول كان أبو حنيفة له مروءة وله صلاة فى أول زمانه.}

انجینئر محمد فضل اللہ صابری چشتی کی علمی و تحقیقی کتب

☆**تحریفات:** یہ کتاب پڑھ کر حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی مصباحی، رکن المجمع الاسلامی نے یہ رائے پیش کرتے ہوئے اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت پر زور دیا: ''قائد ملت علامہ ارشد القادری کی ''زلزلہ'' کے بعد دوسری زلزلہ خیز کتاب کا نام ہے ''تحریفات'' جسے انجینئر فضل اللہ چشتی نے ترتیب دیا ہے۔ موصوف اس سلسلے میں پوری اُمت اسلامیہ کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں۔ اس کتاب کو تمام لائبریریوں میں جانا ضروری ہے تاکہ حق کا جلوہ آشکار ہو۔ مصنف نے اصل اور تحریف شدہ دونوں کتابوں کی فوٹو کاپی بھی شائع کردی ہے، جس سے اس کتاب کا درجۂ اعتبار اور بڑھ گیا ہے اور یہ کتاب دستاویزی حیثیت کی حامل بن گئی ہے۔''

یہ کتاب اردو و انگریزی دونوں زبانوں میں موجود ہے۔

☆**تعویذ جائز یا ناجائز:** قرآن کریم، احادیث مقدسہ اور علماے سلف کی آرا سے مزین تعویذ اور دَم کے جواز پر ایک علمی و تحقیقی دستاویز۔ یہ کتاب اردو و انگریزی زبانوں میں موجود ہے۔

☆ **چار فقہی مسائل:** یہ کتاب غیر مقلدین کے چار فقہی اختلافات پر مبنی ہے جن میں: عورتوں اور مَردوں کی نماز یکساں ہونا، نماز میں دونوں پاؤں بیجا پھیلانا، تشہد میں اُنگلی ہلانا اور حیّ علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا۔ مصنف نے مستند احادیث کی روشنی میں غیر مقلدین کے ان افعال کو غلط ثابت کیا ہے۔ اور احادیث کی جرح کرتے ہوئے اس کی استنادی حیثیت کو بھی ثابت کیا ہے۔ یہ کتاب صرف انگریزی میں دستیاب ہے، اردو ایڈیشن جلد منظر عام پر آرہا ہے۔

☆ **حیات الانبیاء:** حضور نبی کریم ﷺ اور انبیا کرام کی حیات بعد الممات پر ایک مستند علمی کتاب۔ یہ صرف انگریزی میں ہے۔

☆ **امام اعظم اور علمِ حدیث:** اس کتاب میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ حدیث پر مہارت اور روایات کو علماے سلف کی مستند روایتوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اردو و انگریزی زبانوں میں دستیاب ہے۔

رابطہ کیجیے:

Falaah Research Foundation

523/7, Waheed Kutub Market, Matia Mahal, Jama Masjid,

Delhi-110006 Cell: 098679 34085